

وَقَالُوا لَأَنَا يَأْتِيْنَا بِآيَةٍ مِّنْ رَبِّنَا أَوْ لَمْ تَأْتِهِمْ بِيَنْتَهَى مَا فِي الصُّحْفِ الْأُولَى (ظہر۔ ۱۳۲)

اور وہ کہتے ہیں کہ کیوں وہ ہمارے پاس اپنے رب کی طرف سے کوئی نشان نہیں لاتا۔ کیا اُن کے پاس وہ کھلی کھلی روشن دلیل نہیں آئی جو پہلے صحیفوں میں موجود ہے۔

## ثبت تقدیم کی اہمیت اور نشانات کی فلاسفی

جناب عزیز من صاحب

السلام عليکم ورحمة الله وبرکاتہ۔

میں نے اپنی آخری پوسٹ میں آپ سے یہ گذارش کی تھی کہ آپ اپنے سوالات کو اور دوزبان میں لکھ کر میری طرف بھیجیں۔ ان سوالات کے علاوہ بھی اگر آپ کوئی سوال ہو تو وہ بھی لکھ دیں۔ میں نے آپ کو یہ زحمت اس لیے دی تھی تاکہ آپ کے سوالات کے جوابات دینے میں میرے لیے آسانی پیدا ہو جائے۔ لیکن آپ کو یہ بات شاید پسند نہ آئی۔ بہر حال آپ خوش رہیں۔ میری طرف سے آپ کیلئے دعا ہے کہ آپ پر ہمیشہ سلامتی نازل ہوتی رہے۔ آمین۔ آج میں نے جب از سرنوآپ کی مفصل انگریزی پوسٹ کا مطالعہ کیا تو مجھے اس میں سوائے ایک آدھ سوال کے کچھ نظر نہیں آیا۔ اگر زندگی میں آپ کی اور میری ملاقات ہوئی تو اس ملاقات کے بعد میرے دعویٰ کے متعلق آپ کا کیا تاثر ہو گا۔ میں یہ معاملہ مستقبل پر چھوڑتا ہوں۔ لیکن قرآن کریم آنیا کی جو خبریں بتاتا ہے اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ ہر نبی کی قوم کی شخصیت نے تکبیر اور رجوب میں ہی بڑھایا تھا۔ اسکی قوم نے اُسے محض اسلئے روکیا کہ وہ انہی کی طرح چلتا پھرتا اور کھاتا پیتا انسان تھا۔ بلکہ مال اور اولاد میں اپنی قوم کے مقابلہ میں نہایت کم تر تھا۔ اور یہ قرآنی خبریں ہمیں یہ بھی بتاتی ہیں کہ تمام آنیا اپنے اپنے وقت میں مثالی انسان تھے لیکن اُنکی قوموں نے اپنی آنکھوں پر تکبیر اور حسد کی پٹی چڑھا رکھی تھی۔

آپ کا اہم اور بڑا سوال یہ ہے کہ میں نے اپنے بعض مضامین میں جماعت احمدیہ میں مردوج غلط عقاائد پر تقدیم کی ہے۔ اس تقدیم کو آپ نے پسند نہیں فرمایا اور ساتھ ہی یہ مشورہ بھی دیا ہے کہ نفیاتی طور پر دوسرے لوگ بھی پسند نہیں کریں گے۔ آپ کے مشورہ کیلئے شکر یہ۔ جناب من۔ میرا بھی آپ سے ایک چھوٹا سا سوال ہے۔ وہ یہ کہ کیا آپ مجھے کسی ایسے نبی یا مصلح کا نام بتاسکتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں مردوج خرا یوں کی اصلاح کے لیے کھڑا تو ہوا ہو لیکن اُس نے ان خرا یوں اور غلطیوں پر تقدیم کی ہو؟ میں آپ کو لیکن دلاتا ہوں کہ کوئی کوئی ایک مثال بھی نہیں ملے گی۔ تو پھر حضرت امام مہدی مسیح موعودؑ کی جماعت میں جب بعض نسوانی لوگوں نے افراد جماعت کو دھوکہ دینے کیلئے جرم کرتے ہوئے بعض غلط عقاائد گھٹر لیے تو پھر میری ان غلط عقاائد پر تقدیم آپ یا دوسرے لوگوں کو کیوں ناپسند ہے؟ ماضی قریب میں یعنی ایک صدی قبل حضرت مرزا صاحبؓ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور امام مہدی اور مسیح موعود گھٹرے ہوئے تھے۔ میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ کیا حضرت مرزا صاحبؓ نے اپنے وقت میں مردوج باطل عقاائد پر تقدیم نہیں کی تھی؟ آپ کو پتہ ہے کہ حضور نے حیات مسیح ختم نبوت اور انقطاع وحی والہام کے باطل عقاائد کو کس طرح رکڑا تھا؟ کیا یہ تقدیم نہیں تھی؟ کیا یہ تقدیم جائز تھی؟ اور اگر یہ جائز تھی تو آج جو میں غلیفہ ثانی کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود اور ختم مجددیت کے جھوٹے عقاائد کو دلائل کیسا تھا غلط ثابت کر رہا ہوں تو یہ تقدیم آپ کے خیال میں کیوں ناجائز ہے؟ درج ذیل سطور میں چند گذارشات پیش کرتا ہوں۔ گرقبول اقتدار ہے عزو و شرف۔

عزیز من! ہر نبی اور ہر مصلح نے اپنے وقت میں پہلے سے مردوج غلط عقاائد پر سخت تقدیم کی اور یہ اُن کا فرض منصی تھا۔ غلط عقاائد کو جڑ سے اکھیر نے کے بعد انہوں نے تعمیر اور اصلاح بھی کی۔ میرے خیال میں ثبت تقدیم بھی آدمی اصلاح ہوا کرتی ہے۔ اور مکمل اصلاح اور تعمیر کیلئے پہلے تقدیم ضروری ہے۔ حضرت مرزا صاحبؓ نے جب اپنے وقت میں غلط عقاائد پر تقدیم کی اور انہیں دلائل کے ساتھ جھٹلایا تو آپ کی یہ تقدیم خالفوں پر بہت گراں گزری تھی۔ اسی طرح آج جماعت احمدیہ میں مردوج جھوٹے عقاائد پر میری تقدیم بھی بعض لوگوں پر گراں گزر رہی ہے۔ جناب من! میں تقدیم پسند نہیں کرتا لیکن میں کیا کروں جھوٹ کو جھوٹ کہنا میری ذمہ داری ہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ نوع انسان کے عظیم مصلح حضرت محمد ﷺ کو جب اللہ تعالیٰ نے اصلاح کیلئے کھڑا کیا تھا تو اس وقت خانہ کعبہ جسے آپ ﷺ کے بعد اعلیٰ حضرت ابراہیمؑ نے خالصتاً توحید کے قیام کیلئے بنایا تھا تین سو سال تھے توں سے آتا پڑا تھا۔ جب آپ ﷺ نے ان بتوں کی خدائی کو دلائل کیسا تھا جھٹلایا تو آپ ﷺ کی یہ تقدیم مشرکین مکہ پر بہت گراں گزری۔ سردار ان مکہ آپ ﷺ کے چچا ابوطالبؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے شکایت کی کہ آپ کا بھتیجا محمد ﷺ ہمارے بتوں کو بر الجھلا کرتا ہے اور اُنکی تذلیل کرتا ہے۔ جب ابوطالبؓ نے آنحضرت ﷺ سے

فرمایا کہ قریشی سردار مجھ پر دباؤ ڈال رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چپا سے فرمایا کہ اے چبا! اگر آپ سمجھتے ہیں کہ میں آپ کی سرپرستی اور پناہ کی وجہ سے یہ تبلیغ کر رہا ہوں تو آپ اپنی پناہ اور سرپرستی واپس لے لیجئے۔ خدا کی قسم! اگر یہ مشرکین مکہ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں تو بھی میں اللہ کی تبلیغ سے رک نہیں سکتا۔ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باطل عقدہ پر سب سے زیادہ تقدیم کی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح بھی عظیم الشان تھی۔ حضرت ابرہیم نے پتھراور مٹی کے بننے ہوئے بتوں کو توڑا تھا۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ بت مشرکوں کو بہت پیارے ہوتے ہیں۔ وہ انکی تذلیل برداشت نہیں کر سکتے۔ اسی طرح بعض اوقات جھوٹے عقدہ بھی بتوں کا رنگ اختیار کر لیتے ہیں اور ان پر تقدیم کئے ماننے والوں کو بہت برقی لگتی ہے۔ لیکن ہر مصلح کے لیے تقدیم ضروری ہے اور یہ اس کا فرض منصہ ہوتا ہے۔

آخر میں آپ سمجھتے ہیں کہ میں آپ کے دعوے کے سچے یا جھوٹے ہونے کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اور مزید آپ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ میں کوئی پیش چیز جو ویب سائٹ پر نہ ہوا آپ کے لیے لکھوں۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ میں آج تک اپنی ویب سائٹ پر جو کچھ لکھ چکا ہوں وہ ایک صاحب بصیرت انسان کیلئے میرے دعویٰ کو پر کھنہ کیلئے کافی سے زیادہ مواد ہے۔ میں آپ کی بصیرت پر اعتراض نہیں کر رہا لیکن حیرت ہے کہ آپ ایسا انسان میرے دعویٰ کی سچائی کو نہ سمجھ سکا۔ اگر یہ گستاخی نہ ہو تو میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ وہ دلائل اور وہ موعود الہامی ثبوت جو اللہ تعالیٰ نے مجھے میری سچائی کے حق میں بخشتا ہے۔ اگر ایسا موعود الہامی ثبوت دو ہزار سال پہلے حضرت مسیح ابن مریمؐ کو نصیب ہو جاتا تو اُس وقت کے یہودی شاید آپ کی تذلیل نہ کرتے اور نہ ہی آپ کو صلیب پر چڑھاتے۔ ان الفاظ میں میری کوئی بڑائی نہیں کیونکہ میرا دعویٰ تو ایک غلام نبی کے ادنی سا موعود غلام ہونے کا ہے۔ اگر اس میں کوئی کریڈٹ ہے تو یہ سب اُس نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُسکے موعود غلام (محمدی مریمؐ یعنی حضرت مرزا غلام احمدؐ) کو جاتا ہے جنکی روحانی توجہ نے مجھے زندہ کر دیا۔ لیکن افسوس ہے حضرت مسیح موعودؑ کی روحانی ذریت پر کہ تذکرہ میں ان کے پاس ۲۰۰ رفروری ۱۸۸۴ء کی الہامی پیشگوئی میں یہ الہامی ثبوت موجود ہے لیکن پھر بھی اُن کی آنکھیں نہ کھلیں۔ آج یہ پیشگوئی بعض افراد جماعت اور حضورؐ کی جسمانی اولاد کا منہ چڑھاتی ہے۔ وہ اس لیے کہ حضرت امام مہدیؑ و مسیح موعودؑ کی جسمانی اولاد نے اس پیشگوئی کو جس رنگ میں پورا کرنا چاہا اور اس مقصد کیلئے انہوں نے بڑی چالاکی کیسا تھا حضورؐ کی روحانی ذریت میں سے بھی بعض افراد کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سب کی خواہشات کے برخلاف یہ الہامی پیشگوئی مجھا لیسے گمان احمدی کے وجود میں پوری کر دی۔ بعض نفسانی لوگوں نے حضورؐ کی جماعت میں ایک مخصوص نظام بنانا کر افراد جماعت کی ذہنی تطہیر (Brain Washing) اس طرح کی ہے کہ وہ زندہ لاشیں بنا دیں گے یہیں ہیں جو کہ قبروں میں دبی پڑی ہیں۔ میں انہیں آوازیں پر آوازیں دے رہا ہوں لیکن اب تک ان زندہ درگور لاشوں پر اثر نہ ہوا۔ اور یہ اثر ہو بھی کیسے سکتا تھا کیونکہ لاشیں نہ سنا کرتی ہیں اور نہ ہی جواب دیا کرتی ہیں؟ لیکن میں پر امید ہوں کہ فرمان الہامی کے مطابق یہ قبروں میں دبے پڑے مظلوم لوگ ضرور باہر آؤں گے۔ آمین

## نشانات کی فلاسفی

عزیزم! آپ نے جو خاص چیز یا نشان کی بات کی ہے تو اس میں عرض ہے کہ نشان تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ اور جب وہ چاہتا ہے نشانات نازل کیا کرتا ہے۔ دراصل انسان دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اول وہ جوزیر ک اور زکی ہوتے ہیں اور اپنے وجود میں قوت فیصلہ بھی رکھتے ہیں۔ وہ تو اس روشنی کی بدولت جو ایک اندر رہوتی ہے سچائی کو فوراً پہچان لیتے ہیں۔ اور باطل جو تکلف اور بناوٹ کی بُوا پنے اندر رکھتا ہے وہ بھی ان کی نظر وہ سے پوشیدہ نہیں رہتا۔ ایسے لوگوں کو نشانوں کی زیادہ ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ کیا کہاں صحابہ کرامؐ نے نشانات دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کیا تھا؟ لیکن اس سے کوئی یہ سمجھے کہ ہمارے پیارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نشان ظہور میں نہیں آیا تھا؟ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرامؐ سے بڑھ کر نشانات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں دکھائے لیکن شروع میں نہیں۔ شروع میں وہ فطری حسن اور سچائی اور دلیری جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھی وہی سلیم الفطرت لوگوں کیلئے کافی نشان تھی۔ اور یہی حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موعود غلام حضرت امام مہدیؑ و مسیح موعودؑ کے اویں اصحاب کا تھا۔ یہ سب صحابہؐ کی اور زیر ک تھے اور منجانب اللہ نور قلب رکھتے تھے۔ اور انہوں نے پہچان لیا کہ یہ معنی جھوٹے نہیں ہیں۔ دوسری قسم کے وہ لوگ ہوتے ہیں جو اعجاز اور کرامات طلب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان لوگوں کا ذکر تعریف کیسا تھا نہیں کیا۔ ایسے لوگ نشانات دیکھ کر بھی ایمان نہیں لایا کرتے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(۱) وَأَقْسَمُوا إِلَّا جَهَدَ أَيْمَانَهُمْ لَئِنْ جَاءَ شُهُمْ آيَةً لَّيْوُمْ نُّبَأً هَا قُلْ إِنَّمَا الْأَكْيَاثُ عِنْدَ اللَّهِ وَمَا يُشَعِّرُ كُمْ أَنَّهَا إِذَا جَاءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ۔ (الانعام۔ ۱۱۰)

اور انہوں نے اللہ کی کچی قسمیں کھائی ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی نشان آئے تو وہ اُسے ضرور قبول کریں گے۔ تو کہہ دے کہ ہر قسم کے نشانات اللہ کے پاس ہیں لیکن تمہیں خبر نہیں کہ جب وہ نشانات دیکھیں گے تو کبھی ایمان نہیں لائیں گے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(۲) هُل يَنْظُرُونَ إِلَّا أَن تَأْتِيهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمِنَةً  
مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتِ فِي إِيمَانِهَا حَيْزًا قُلِ الْتَّظَرُفُ إِنَّا مُنْتَظِرُونَ (الانعام۔ ۱۵۹) کیا وہ اسکے سوا بھی کوئی انتظار کر رہے ہیں کہ انکے پاس فرشتے آئیں یا تیرا رب آ جائے یا تیرے رب کے بعض نشانات آ جائیں، اس دن جب تیرے رب کے بعض نشانات ظاہر ہوں گے کسی ایسی جان کو اس کا ایمان فائدہ نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ  
لائی ہو یا اپنے ایمان کی حالت میں کوئی نیکی نہ کما چکی ہو تو کہہ دے کہ انتظار کرو یقیناً ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے۔

(۳) وَإِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ فَإِنْ أَسْتَطَعْتُ أَنْ تَبْتَغِنَ فَنَفَقَّا فِي الْأَرْضِ أَوْ سُلُّمَا فِي السَّمَاءِ فَتَأْتِيَهُمْ بِآيَةٍ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَنَهُمْ عَلَى الْهُدَى فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ (الاغام۔ ۳۶) اور اگر تجوہ پر انکا منہ پھیرنا گراں گزرتا ہے تو اگر تجوہ میں طاقت ہے کہ زمین میں کوئی سرگک یا آسمان میں کوئی سیر ہیں  
تلash کرے پھر انکے لیے کوئی نشان لاسکے (تو ایسا کر کے دیکھ لے) اور اگر اللہ چاہتا تو انہیں ضرور ہدایت پر اکھٹا کر دیتا۔ پس تو ہر گز جاہلوں میں سے نہ ہو۔  
ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(۴) تِلْكَ الْقُرَى نَقْصُ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَأَهَا وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا يُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا إِنْ قَبْلُ كَذَّبَكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِ الْكَافِرِينَ (الاعراف۔ ۱۰۲) یہ وہ بستیاں ہیں جن کی خبروں میں سے بعض ہم تیرے سامنے بیان کرتے ہیں اور یقیناً انکے پاس ان کے رسول کھلے کھلنے نشانات لیکر آئے تھے۔  
مگر وہ اس قابل نہ ہوئے کہ ان پر ایمان لا سکیں اس لیے کہ وہ اس سے پہلے (رسوؤں کو) جھٹلا چکے تھے۔ اسی طرح اللہ کافروں کے دلوں پر مہر لگاتا ہے۔  
یہ آیات کریمہ صاف بتلارہی ہیں کہ اولاد نشانات طلب کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور ثانیاً۔ جو لوگ نشانات دیکھ کر ایمان لاتے ہیں تو ایسا ایمان مقبول نہیں ہوا  
کرتا۔ دراصل تمام ثواب کا درود ایمان پر ہوتا ہے اور ایمان اس بات کا نام ہے کہ جو بات پر دہ غیب میں ہو اس کو بعض قرآن کے ذریعہ قبول کیا جائے۔ اسی قدر دیکھ لینا کافی  
ہوتا ہے کہ قرآن موجودہ ایک شخص کے صادق ہونے پر نسبت اسکے کاذب ہونے کے بکثرت پائے جاتے ہیں۔ یہ ایمان کی حد ہے۔ لیکن اگر کوئی اس سے آگے بڑھ کر نشان  
طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ پسندیدہ فعل نہیں ہے۔ اور ایسے ہی ا لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نشانوں کے بعد ان کا ایمان قابل قبول نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ  
نے مومنوں کی قرآن کے شروع میں ہی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ ”الَّذِينَ يَؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ“ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ یعنی وہ ایسی بات پر ایمان لاتے ہیں کہ جو ہنوز  
پر دہ غیب میں ہوتی ہے اور لوگوں پر گھیر کے کھوف نہیں ہوتی۔ اور ایسے ایمان سے اجر و ثواب کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا بھی حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان  
لاتے ہیں حالانکہ ہم نے اس کو دیکھا نہیں۔ اسی طرح ملائک اور جنت و دوزخ پر بھی ایمان لاتے ہیں اور وہ بھی ہماری نظر وہ سے غائب ہیں۔ لیکن ہم محض حسن ظنی سے مان لیتے  
ہیں۔ اور یہی ایمان بالغیب ہماری نجات کا موجب بن جاتا ہے۔ سورج، چاند، زمین، پہاڑ، جانور اور درخت بھی، ملائک اور جنت و دوزخ کی طرح اسی خدا کی مخلوق ہیں لیکن ان  
پر ایمان لانے سے ہمیں کوئی ثواب نہیں ملتا۔ وجہ یہ ہے کہ ملائک اور جنت و دوزخ ابھی پر دہ غیب میں ہیں۔ اور دوسری ماڈی مخلوق جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے، ہماری نظر وہ  
کے سامنے ہے۔ تو ایمان لانا اس طرز قبول سے مراد ہے کہ جب کسی حقیقت کے بعض گوشے ابھی مخفی ہوں اور نظر دیقیں اور دیگر قرآن سے محض حسن ظنی کی بدولت اسے قبول کر لیا  
جاوے اور یہی ایمان بالغیب موجب ثواب ہوا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ایمان کا ثواب اکثر اسی امر سے مشروط کر رکھا ہے کہ نشانات دیکھنے سے قبل ایمان لایا جاوے۔ حق و باطل  
میں فرق کرنے کیلئے یہ کافی ہے کہ چند قرآن جو وجہ تصدیق بن سکیں اپنے ہاتھ میں ہوں اور تصدیق کا پلہ تکنذیب کے پلہ سے بھاری ہو۔ حضورؐ اسی ضمن میں اپنی کتاب  
آنوارِ الاسلام میں فرماتے ہیں۔

” یہ بھی ایک سنت اللہ ہے کہ وہ اپنی پیشگوئیوں اور نشانوں کو اس طور سے ظہور میں لاتا ہے کہ وہ ایک خاص طائفہ کیلئے مفید ہوں جو اسکے کاموں میں تدبر کرنے والے اور سوچنے  
والے اور اسکی حکتوں اور مصالح کی تہہ تک پہنچنے والے اور عقل مند اور پاکیزہ طبع اور طفیل افسوس اور زیر ک اور متقدی اور اپنی فطرت سے سعید اور شریف اور نجیب ہوں اور اس طائفہ  
کو وہ باہر رکھتا ہے جو سفلہ مزاج اور جلد باز اور سطحی خیالات والے اور حق شناسی سے عاجز اور سوء ظن کی طرف جلد جھکنے والے اور فطرتی شکاوتوں کا اپنے پر داغ رکھتے ہیں۔ وہ نافہمون  
کے دلوں پر بیس ڈال دیتا ہے یعنی کچھ پر دہ رکھ دیتا ہے تب ان کو نور ایک تار کی دکھائی دیتا ہے اور اپنی آرزوؤں کی پیروی کرتے ہیں اور ان کو چاہتے ہیں اور سوچنے کا مادہ نہیں  
رکھتے۔ اور خدا تعالیٰ کی اس فعل سے غرض یہ ہوتی ہے کہ غبیث کو طیب کیسا تھوڑا شامل نہ ہونے دے اور اپنے نشانوں پر ایسے پر دے ڈال دے جو ناپاک طبع کو پاکوں کیسا تھوڑا شامل  
ہونے سے روک دیں اور پاک طبع لوگوں کا ایمان زیادہ کریں اور علم زیادہ کریں اور معرفت زیادہ کریں۔ اور صدق و ثبات میں ترقی دیں اور ان کی زیر کی اور حقائق شناسی دنیا پر  
ظاہر کریں اور ان کو اس کسر شان اور بے عزتی سے محفوظ رکھیں جو اس حالت میں متصور ہے۔ کہ جب ایک کج طبع اور سفلہ خیال اور نفس پرست اور نادان انکی جماعت میں شامل ہو

جائے اور انکے ہم پہلو جگہ لے اور چونکہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے جو اسکی جماعت کے آب زلال کیسا تھکوئی پلید ماڈہ نہ مل جائے۔ اس لیے وہ ایسی خصوصیت کیسا تھا اپنے نشانوں کو ظاہر کرتا ہے کہ جس خصوصیت سے غنی اور ناپاک طبع لوگ حصہ نہیں لے سکتے۔ اور صرف اس رفع الشان نشان کو رفع الشان لوگ دریافت کرتے ہیں۔ اور اپنے ایمان کو اس سے زیادہ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ قادر تھا کہ کوئی ایسا نشان دکھاتا کہ تمام موٹی عقل کے آدمی اور پست فطرت انسان جو صدھا نفسانی زنجروں میں بنتا ہیں بدیکی طور پر اپنی نفسانی خواہشوں کے مطابق اُس کو مشاہدہ کر لیتے۔ مگر درحقیقت نہ کبھی ایسا ہوا اور نہ ہوگا اور اگر کبھی ایسا ہوتا تو ہر ایک کج فطرت اپنی خواہشوں کے مطابق نشان دیکھ کر تسلی پالیتے تو گو خدا تعالیٰ تو ایسا نشان دکھانے پر قادر تھا اور اس بات پر قدرت رکھتا تھا کہ تمام گردنیں اس نشان کی طرف جھک جائیں اور ہر ایک نوع فطرت اس کو دیکھ کر سجدہ کرے مگر اس دنیا میں جو ایمان بالغیب پر اپنی بنارکھتی ہے اور تمام مدارنجات پانے کا ایمان بالغیب پر ہے وہ نشان حامی ایمان نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ ربانی وجود کا سارا پردہ کھول کر ایمانی انتظام کو بلکی بر باد کر دیتا اور کسی کو اس لائق نہ رکھتا کہ وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر ثواب پانے کا مستحق رہے کیونکہ بدیہیات کا مانا ثواب کا موجب نہیں ہو سکتا۔” (روحانی خزانہ جلد ۲۰ صفحہ ۲۱)

الہذا عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ شروع میں مجرا تھا اور نشان مخفی رہتے ہیں تا صاف قوں کا صدق اور کاذبوں کا کذب پر کھا جائے۔ اور یہ ابتلاء کا دور ہوتا ہے۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی سچائی کے حن میں نشانات بھی دکھاتا ہے لیکن یہ نشانات منکرین حن کو کچھ فائدہ نہیں پہنچاتے۔ میری گزارش اتنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کی حقیقت مجھ پر ظاہر فرمائی ہے۔ اور میرا دعویٰ بھی موعود زکی غلام مسح الزماں ہونے کا ہے نہ کہ کسی نبوت کا جو مجھ سے نبیوں جیسے نشان طلب کیے جائیں۔ ہاں آپ لوگ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ موعود زکی غلام مسح الزماں یا مصلح موعود کا دعویٰ تسلیم کرنے کیلئے کون نے قرآن موجود ہیں۔ تو عرض ہے کہ ان قرآن کی تفصیل میری کتاب اور میرے دیگر مضامین میں کافی موجود ہے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

## مصلح موعود کیلئے قرآن

**قرینہ نمبر ۱۔** اگر خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود چاہا ثابت ہو جائے تو میرا دعویٰ خود بخود غلط ثابت ہو جائے گا۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح ایک صدی قبل حضرت مسیح موعود نے علمائے اسلام سے فرمایا تھا۔ کہ اگر آپ حیات مسیح کے حق میں ایک آیت قرآن سے نکال کر دکھادیں تو میں اپنا دعویٰ مسح موعود واپس لے لوں گا۔ تو آج بھی یہی معاملہ ہے۔ خلیفہ ثانی کا مصلح موعود ہونا تو درکنار آپ تو پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتے۔ عجیب تماشے کی بات ہے کہ وہ شخص جس کا کسی رنگ میں بھی اس پیشگوئی سے کوئی تعلق ثابت نہیں ہوتا وہ پیشگوئی مصلح موعود پر تقاضہ اور دعویٰ کر کے بیٹھا ہوا ہے۔ اور خیر نال ایک نظام کے سہارے ساری جماعت سے اپنا دعویٰ منوا بھی چکا ہے۔ جب خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود ہی غلط ہے تو پھر وہ موعود زکی غلام حس کا الہامی پیشگوئی میں ذکر موجود ہے آخر کوئی انسان تو ہے کیونکہ الہامی پیشگوئی تو بہر حال قطعی طور پر سچی ہے۔ خلیفہ ثانی کے الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت سے آؤٹ ہو جانے کے بعد خاکسار کا دعویٰ مصلح موعود خود بخود قابل غور بن جاتا ہے۔ حضور نے اپنے بعد ایک مصلح موعود کی خبر تو دی ہے لیکن اس موعود مصلح کے علاوہ کسی اور ظلی مصلح موعود کی خبر موجود نہیں۔

**قرینہ نمبر ۲۔** جیسا کہ میں نے اپنے بعض مضامین میں بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ جس زکی غلام کی خبر حضورؐ الہامی طور پر دی گئی تھی وہ یقیناً حضورؐ کے بعد اگلی صدی کا موعود مصلح یا مجدد تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ سے جو وعدہ فرمایا تھا اسکے مطابق اس موعود مصلح نے پندرھویں صدی ہجری میں ظاہر ہونا تھا۔ چودھویں صدی ہجری کے مجدد بلکہ مجدد اعظم تو خود حضرت امام مہدی مسیح موعودؑ تھے۔ خلیفہ ثانی چودھویں صدی میں پیدا ہوئے خلیفہ بنے اور دعویٰ مصلح موعود کیا اور اس چودھویں صدی کے اختتام سے قریباً پندرہ سال پہلے ہی فوت ہو گئے۔ وہ پندرھویں صدی ہجری کے مصلح موعود یا موعود مجدد تو ہونیں سکتے۔ ثانیاً۔ یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ چودھویں صدی ہجری کے مجدد اعظم، مسح موعودؑ اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اُمّتی نبی کی تجدید و اصلاح کیا اتنی ناقص تھی جو اسی صدی ہجری میں کسی دوسرے مصلح یا مجدد موعود کی ضرورت پڑ گئی؟ اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ ایک ہی صدی میں دو مجدد بھی ہو سکتے ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ ضرور ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس طرح کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی صدی ہجری میں کسی ملک میں کوئی مجدد مسح موعود کرتا ہے تو اسی صدی ہجری میں وہ کسی اور برابر عظم میں دوسرے مجدد مسح موعود کرتا ہے۔ لیکن اس طرح نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی گھر، ایک ہی شہر، ایک ہی علاقہ، ایک ہی جماعت، ایک ہی ملک اور ایک ہی صدی ہجری میں دو مجدد مسح موعود کرتا ہے۔ جہاں تک خاکسار کا تعلق ہے تو پندرھویں صدی ہجری کے مجدد مسح موعود رحمت کی خبر بخش دی تھی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہر صدی ہجری کے سر پر مجدد کے مسح موعود کے تعلق ہے کہ جو وعدہ فرمایا تھا اس فرمودہ میں کوئی تخلف ہو؟ کیا یہ ممکن ہے کہ جس موعود زکی غلام مسح مسح الزماں یا مصلح موعود کا اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مہدی مسح موعودؑ سے وعدہ فرمایا تھا اس الہامی وعدہ میں کوئی تخلف ہو؟ ہرگز ہرگز ممکن نہیں۔

**قرینہ نمبر ۳۔** امام مہدی و مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمدؑ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر یہ اعلان فرمایا تھا کہ ”اویمیرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کامنہ بند کر دیں گے۔“ (تحلیات الہیہ۔ روحانی خزانہ جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۹)

وہ با بر کت سجدہ جس کی خاکسار کو توفیق بخشی گئی اور اس کا میں اپنی کتاب ”غلام مسیح الزماں“ میں بھی ذکر کر چکا ہوں۔ اس سجدہ میں ہی میری حالت بدل گئی اور سجدہ سے اُٹھنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی تھی کہ ”میں تجھے اب علم دوں گا اور تو لوگوں کو لا جواب کر دے گا۔“ میں نے اللہ تعالیٰ کی یہ بشارت اور وعدہ خلیفہ راجع کے دور میں اُنکے آگے بھی رکھا تھا اور آج بھی جماعت کے آگے موجود ہے۔ مذہبی اعتبار سے میرے ایسے آن پڑھ کا ایک عالموں کی جماعت کے آگے اتنا بڑا چیلنج کیا نفسانی دھوکہ ہو سکتا ہے؟ اگر ہو سکتا ہے تو اتنا بڑا چیلنج جماعت کا کوئی بڑا عالم یا ان کا کوئی خلیفہ بھی کر کے دکھادے؟ اور اگر اتنا بڑا چیلنج نہیں کر سکتا تو تم ازکم میرے مقابلہ پر آ کر دلیل کے ساتھ میرے دعویٰ کو ہی جھٹلا کر دکھادے؟ جماعتی علماء کا میرے مقابلہ پر نہ آنا بتارہا ہے کہ یہ عاجز گھریبیت پر ہے اور خلیفہ ثانی نے ایک جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کر کے حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت کو ایک شگین غلطی اور ابتلاء میں بٹلا کر دیا ہے۔

**قرینہ نمبر ۴۔** ۲۰ ربیعہ ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی ”موعود نشان رحمت“ میں موعود زکی غلام کی بہت ساری علامات بیان فرمائی گئی ہیں۔ جب کسی الہامی پیشگوئی کا مصدق اظہر ہوتا ہے تو کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ دعویٰ کے آغاز میں ہی پیشگوئی میں مذکورہ تمام کی تمام علامات اُسکے وجود میں پوری ہو جائیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسا کر سکتا ہے لیکن اس نے ہمیشہ ایسا نہیں کیا۔ اسکی وجہ غالباً یہ ہے کہ اگر وہ ایسا کر دے تو درمیان سے ایمان بالغیب کا پردہ اُٹھ جاتا ہے اور اس مسیحی شخص پر ایمان لانے کا ثواب جاتا رہتا ہے۔ یہ زمانہ مدعی کیلئے بھی اور دوسرا لوگوں کیلئے بھی ابتلاء کا زمانہ ہوتا ہے۔ لیکن جب مونین اور مسکرین کے دو پختہ گروہ بن جاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے پچے بندے کی باقی ماندہ علامات بھی پوری فرمادیتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہوتا ہے کہ آغاز میں پیشگوئی کی مرکزی علامات ضرور پوری ہوئی چاہیے۔ بلاشبہ آغاز میں اللہ تعالیٰ اپنے مدعا میں یہ مرکزی علامات مجھ میں پوری فرمادی تھیں اور ان مرکزی علامات کو ہی میں بطور الہامی ثبوت کے پیش کر رہا ہوں جو کہ درج ذیل ہیں۔

”وَهُنَّ ذِيَنْ وَهُنْ هُمْ ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کر نیوالا ہو گا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزندِ دل بندگاری ارجمند۔ مَظَهُرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ مُظَهُرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءُ كَانَ اللَّهُ تَنَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۰)

کیا کوئی احمدی یا کوئی بھی صاحب علم انسان اس الہامی ثبوت کو جھٹلا کر دکھاستا ہے؟ ہرگز نہیں۔

**قرینہ نمبر ۵۔** ۲۰ ربیعہ ۱۸۸۲ء کی الہامی پیشگوئی کی علامات بتاری ہیں کہ ”زکی غلام“، مثیل حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم ناصری ہے۔ اس مماثلت کا ذکر خاکسار اپنے مضمون بعنوان ”حضرت مسیح ناصری“ اور غلام مسیح الزماں کے مابین مماثلت“ میں کر چکا ہے۔ اپنے حالات و واقعات کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے میری توہر لحاظ سے حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریمؓ سے مماثلت ثابت کر دی ہے۔ اس مماثلت میں کیا خلیفہ ثانی کو بھی کوئی حصہ ملا تھا؟ قطعاً نہیں۔ اس مماثلت سے اُسے حصہ ملنا تو درکنارا، آنیوالے زکی غلام کو مثیل مسیح عیسیٰ ابن مریمؓ بنانے میں خلیفہ ثانی کا بڑا عمل دخل ہے۔ نہ وہ غلط دعویٰ کرتے اور نہ اُس کا راستہ روکنے کیلئے ایک جبری نظام بناتے اور نہ ہی آنیوالا مثیل مسیح عیسیٰ ابن مریمؓ بن سکتا۔ لیکن یہ سب کچھ ہونا تھا اور ہوا۔

**قرینہ نمبر ۶۔** ہزار نے میں آنیا اور مصلحین کا اُنکے دعاویٰ کے بعد اخراج اور مقاطعہ کیا جاتا رہا ہے۔ کفار کے یہ تھکانہ میں مونین کے خلاف ہوتے ہیں۔ مذہبی دنیا میں کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں مل سکتی کہ کسی برگزیدہ نبی اور مصلح نے دعویٰ کیا ہو اور اسکے ماحول کے مذہبی پنڈتوں اور دوکانداروں نے اُس کا اخراج اور مقاطعہ نہ کیا ہو۔ اگر کوئی ایسا مصلح ہوتا تو وہ صرف اور صرف آمنہ کے لال علی اللہ علیہ السلام ہوتے کیونکہ بچپن سے ہی آپ علی اللہ علیہ السلام کی صداقت اور امانت کی گواہی دے رکھتی ہی۔ کیا خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کے بعد ان کا بھی اخراج اور مقاطعہ ہوا تھا؟ حضرت امام مہدی مسیح موعودؑ پر تو آپ کے دعویٰ کے بعد پہلے کفر کا فتویٰ لگا۔ بعد ازاں اخراج اسلام کے بعد آپ کا اور آپ کے اصحابؓ کا مقاطعہ بھی کیا گیا۔ باپ اور بیٹی میں وہ کیا فرق تھا جس کی بدولت خلیفہ ثانی کا نہ تو اخراج ہوا اور نہ ہی مقاطعہ اور نہ ہی آپ پر کوئی کفر کا فتویٰ لگا؟ میرے خیال میں فرق یہ تھا کہ باپ سچا امام مہدی مسیح موعود تھا جبکہ بیٹی کا دعویٰ مصلح موعود ہی جھوٹا تھا۔ بیٹا تو خود جماعت احمدیہ میں اخراج اور مقاطعہ کی سزاوں کا آغاز کرنے والے اس کا آنچ محمودی نظام کی طرف سے اخراج اور مقاطعہ ایسی سزاوں کی آذیت سے گزر رہے ہیں کیونکہ ہم سچے ہیں۔ میری کتاب اور میرے دیگر مضمومین میری صداقت کے قرآن سے بھرے

پڑے ہیں لیکن بقول امام مہدی مسیح موعود۔۔۔ صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں۔ اک نشاں کافی ہے گردن میں ہونوف کر دگار آ جکل میں یہ بھی سن رہا ہوں کہ محمودی مرتبی یہ کہتے پھر ہے ہیں کہ ہم اس (خاکسار) کے سوالات کا جواب اس لینہیں دے رہے ہے کہ اسکی اہمیت نہ بن جائے۔ ان بیوقوفوں کو یہ بھی علم نہیں کہ اہمیت بنانا یا نہ بنانا تو صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر وہ کسی کی اہمیت بنانا چاہے تو سب دنیا مل کر بھی اُسے بے اہمیت نہیں بناسکتی؟ اور اگر وہ کسی سے اہمیت چھیننا چاہے تو تم سب مل کر بھی کسی کو با اہمیت نہیں بناسکتے؟ باقی رہا سوالوں کے جوابات، تو جوابات اگر ہوں گے تو جوابات دیں گے۔ لیکن اگر اسکے پاس سوالوں کے جوابات ہیں ہی نہیں تو یہ لوگ جوابات دیں گے کہاں سے؟ جامعہ احمد یہ سے فارغ التحصیل یہ افراد جنہیں عرف عام میں مرتبی یا مبلغ کہا جاتا ہے۔ یہ اسلام کے عالم اور مبلغ نہیں بلکہ یہ توحیدیت کے تخلوہ دار ایجنسٹ اور منشی ہیں۔ ان کا کام اور انکی تربیت صرف یہ ہے کہ افراد جماعت کو ڈرا، دھمکا اور دبا کر کس طرح قابو میں رکھتا ہے؟ ان کو کیسے گرم کرنا اور ان سے چندے کیسے نکلوانے ہیں؟ ان میں جزو یادہ و فادار منشی ہوتا ہے، اُسے میرنشی یا ناظر بنادیا جاتا ہے۔ اگر کوئی جماعتی مولوی یا مرتبی یہ کہتا ہے کہ چونکہ عبدالغفار جنبہ کو جماعت سے نکال دیا گیا ہے لہذا ہم اُس سے بات نہیں کر سکتے؟ میں افسوس سے کہتا ہوں کہ اس جواز میں کیا معقولیت ہے؟ اگر کوئی ہے تو پھر دائرہ اسلام سے خارج اور غیر مسلم ہونے کے بعد آپ مسلم اُمہ کو دعوتِ مناظرات کیوں دیتے پھر ہے؟

یاد رہے آپ لوگوں سے بہتر تو حضرت امام مہدی مسیح موعود کے مخالف تھے۔ جنہوں نے کم از کم کھل کر آپ کی مخالفت اور آپ سے مبارحت تو کیے۔ یہ الگ بات ہے کہ انہوں نے شکست کھا کر بھی آپ کو قبول نہ کیا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ آپ سے بہتر تو فرعون تھا۔ کم از کم اُس نے کھل کر اپنے مولویوں (جادوگر) کے ساتھ حضرت موسیٰ سے بحث و مناظرہ تو کیا تھا؟ اگر جماعت اپنے موقف میں سچی ہوتی تو ضرور دلائل کے ساتھ میر ا مقابلہ کرتی؟ اگر نیت ٹھیک ہو اور درمیان میں ضد اور انا حاکم نہ ہو تو ہر جگہ کے کافی دلائل اور برائیں کیسا تھا ہو جاتا ہے؟ یہ دلائل ہی ہوتے ہیں جن کی بدولت عدالت ایک شخص کو بری کر دیتی ہے اور دوسرے کو پھانسی پر چڑھادیتی ہے۔ موجودہ محمودی خلیفہ اور اُسکے منشیوں کا خیال ہے کہ ہمیں شکست تو قب ہو گی جب ہم مقابلے کیلئے میدان میں اُتریں گے؟ نہ ہم میدان میں اُتریں اور نہ ہمیں سچائی کو ماننا پڑے۔ ویسے بڑے سیانے لوگ ہیں۔ بہر حال سچ اور جھوٹ میں اتنا زیادہ فرق نہیں ہوا کرتا کہ لوگ اسے پہچان نہ سکیں۔ اصل بات یہ ہے کہ سچ کو قبول کرنے کیلئے جرأت اور حوصلہ چاہیے۔ فراست اور نور قلب چاہیے۔ پھر سچ کو مان کر قرآنیاں بھی دینی پڑتی ہیں۔ مرزابیش اللہ یعنی محمود احمد بڑا شاطر انسان تھا۔ اُس نے افراد جماعت کا ایک نظام میں باندھ کر ان سے اُنکی سب مومنانہ صفات چھین لیں اور پچھے منافق رہ گئی۔ اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ وہ آپ کو بھی اور دوسرے احباب جماعت احمد یہ کو بھی جرأت اور حوصلہ دے۔ وہ نور قلب اور نور فراست دے جس سے سچائی کو پہچانا جاتا ہے۔ آ میں۔ آخر میں حضرت امام مہدی مسیح موعود کی ایک نصیحت درج کرتا ہوں۔ حضور نظر ماتے ہیں۔

”نیک بخت انسان کا فرض ہے کہ سچائی کے طریقوں کو ہاتھ سے ندیوے بلکہ اگر ایک ادنی سے ادنی انسان کی زبان پر کہ حق جاری ہو اور اپنے آپ سے غلطی ہو جائے تو اپنی غلطی کا اقرار کر کے شکر گزاری کے ساتھ اس حقیر آدمی کی بات کو مان لیوے اور اکا خیزِ منہ کا دعویٰ نہ کرے ورنہ تکبر کی حالت میں کبھی رشد حاصل نہیں ہو گا۔ بلکہ ایسے آدمی کا ایمان بھی معرض خطر میں ہی نظر آتا ہے۔“ (روحانی خواہ، جلد ۳ صفحہ ۷۷)

خاکسار

عبد الغفار جنبہ / کیل۔ جرمی

مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۰۵ء

☆☆☆☆☆☆☆☆